© rasailojaraid.com

شاتم الرّسول کی سزا

مولانا ریاض الحسن نوری

اس موضوع پر گذشتہ ادوار میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے جس میں سے چند رسائل درج ذیل ہیں۔

(۱) السیف المسلول علی من سب الرسول مؤلفہ سبکی۔

(۲) الصارم المسلول علی شاتم الرسول مؤلفہ ابن تیمیہ۔

(۳) کتاب تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام مؤلفہ ابن عابدین

(۴) السیف المشہور علی الزندیق وساب الرسول مصنفہ محی الدین حنفی

ابن عابدین اپنے رسالہ میں یوں لکھتے ہیں۔

(الفصل الاول) فی وجوب قتلہ اذا لم یتب وذلک مجمع علیہ والکلام فیہ فی مسئلتین احداھما فی نقل کلام العلماء فی ذلک ودلیلہ والثانیۃ فی انہ یقتل کفرا اوحدا مع الکفر

(المسئلۃ الاولیٰ قال الامام خاتمۃ المجتہدین تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ فی کتابہ السیف المسلول علی من سب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال القاضی عیاض اجمعت الامۃ علی قتل منتقصۃ من المسلمین وسابہ قال ابوبکر ابن المنذر اجمع عوام اہل العلم علی ان من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ القتل وممن قال ذالک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مالک بن انس واللیث واحمد واسحاق وھو مذھب الشافعی قال عیاض وبمثلہ قال ابوحنیفۃ واصحابہ والثوری واھل الکوفۃ والاوزاعی فی المسلم وقال محمد بن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والمنتقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللہ تعالیٰ علیہ ومن شک فی کفرہ وعذابہ کفر وقال ابوسلیمان الخطابی لااعلم احدا من المسلمین اختلف فی وجوب قتلہ اذا کان مسلما الدلیل علی کفرہ فالکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس (اما الکتاب) فقولہ تعالیٰ (ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا) وقولہ تعالیٰ (والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم) وقال تعالیٰ (ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا) فھذہ الآیات تدل علی کفرہ وقتلہ۔

ترجمہ: پہلی فصل یہ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہنے والے کو قتل کرنا واجب ہے جب کہ ایسا مجرم توبہ نہ کرے۔ اس پر اجماع ہے اور اس میں دو مسائل ہیں پہلا یہ کہ اس مسئلہ پر علماء کا کلام نقل کیا جائے اور ان کی دلیل نقل کی جائے دوسری چیز یہ ہے کہ ایسے شخص کو کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا یا کفر کے ساتھ بطور حد کے قتل کیا جائے گا۔ پہلے مسئلہ کے متعلق امام صاحب جو کہ خاتمۃ المجتہدین ہیں یعنی تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی السبکی رحمہ اللہ اپنی کتاب السیف المسلول علی من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہنے والے کو قتل کیا جائے گا اگر وہ اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ ابوبکر ابن المنذر کہتے ہیں کہ عام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہے گا اسے قتل کیا جائے گا۔ امام لیث وامام احمد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واسحاق اور امام شافعی وغیرہ کا مذہب یہی ہے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اسی کے مثل ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، امام ثوری اور اوزاعی بھی کہتے ہیں جب کہ برا کہنے والا اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ محمد بن سحنون (مالکی) کہتے ہیں کہ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہنے والا یا ان میں عیب جوئی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید آئی ہے۔ جو شخص اس کے کفر میں شک کرے گا اور اس کے عذاب میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہے۔ امام خطابی کہتے ہیں کہ میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جو ایسے نام نہاد مسلمان کے قتل کے وجوب میں شک کرے۔

اس کے کفر کے دلائل قرآن۔ سنت۔ اجماع اور قیاس سے ثابت ہیں۔ جہاں تک قرآن کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لیے عذاب الیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ ملعونین ہیں۔ جہاں پائے جائیں اور پکڑے جائیں ان کو خوب خوب قتل کرو۔ پس یہ آیات ایسے مجرم کے کفر پر دلالت کرتی ہیں (مجموعۂ رسائل ابن عابدین صفحہ ۳۱۶ / ۳۱۷ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)۔

خاکسار کہتا ہے کہ مذکورہ بالا آیات کے علاوہ اور بھی آیات ایسے مجرم کے قتل کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی حکومت قائم ہوگئی تو آپ نے ہجو کہنے والے کو آدمی بھیج کر قتل کرایا جیسے کعب بن اشرف کا واقعہ بخاری ابوداؤد وغیرہ میں مذکورہ ہے لیکن اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس کا ذمہ لیا کہ جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہے تو اس کے قتل کا بندوبست من جانب اللہ کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں۔

انا کفینٰک المستھزءین

ترجمہ: یعنی ان استہزاء کرنے والوں کے لیے آپ کی طرف سے ہم کافی ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں ابن کثیر لکھتے ہیں ۔

"چنانچہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم راستے سے جا رہے تھے کہ بعض مشرکوں نے آپ کو چھیڑا اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہیں چوکا مارا جس سے ان کے جسموں میں ایسا ہو گیا جیسے نیزے کے زخم ہوں اسی میں وہ مر گئے اور یہ لوگ مشرکین کے بڑے بڑے رؤسا تھے ۔ بڑی عمر کے تھے اور نہایت شریف گنے جاتے تھے ۔ بنو اسد کے قبیلے میں سے اسود بن عبد المطلب ابو زمعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا ہی دشمن تھا ۔ ایذائیں دیا کرتا تھا اور مذاق اڑایا کرتا تھا آپ نے تنگ آ کر اس کے لیے بد دعا بھی کی تھی کہ خدایا اسے اندھا کر دے ، بے اولاد کر دے ۔ بنی زہرہ میں سے اسود تھا اور بنی مخزوم میں سے ولید نے اور بنی وسیم میں سے عاص بن وائل تھا ۔ اور خزاعہ میں سے حارث تھا ۔ یہ لوگ برابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کے درپے رہتے تھے اور لوگوں کو آپ کے خلاف ابھارا کرتے تھے اور جو تکلیف ان کے بس میں ہوتی آپ کو پہنچایا کرتے جب یہ اپنے مظالم میں حد سے گذر گئے اور بات بات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فاصدع سے یعلمون تک کی آیتیں نازل فرمائیں ۔ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم طواف کر رہے تھے کہ حضرت جبرئیل آئے بیت اللہ شریف میں آپ کے پاس کھڑے ہو گئے اتنے میں اسود بن عبد یغوث آپ کے پاس سے گذرا تو حضرت جبرئیل نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اسے پیٹ کی بیماری ہو گئی اور اس میں وہ مرا ۔ اتنے میں ولید بن مغیرہ گذرا اس کی ایڑی ایک خزاعی شخص کے نیزہ سے کچھ معمولی سی چھل گئی تھی اور اسے بھی دو سال گذر چکے تھے حضرت جبرئیل نے اسی کی طرف اشارہ کیا وہ پھول گئی پکی اور اسی میں وہ مرا ۔ پھر عاص بن وائل گذرا اس کے تلوے کی طرف اشارہ کیا کچھ دنوں بعد یہ طائف جانے کے لیے اپنے گدھے پر سوار چلا جا رہا تھا کہ راستے میں گر پڑا اور تلوے میں کیل گھس گئی جس نے اس کی جان لے لی حارث کے سر کی طرف اشارہ کیا اسے خون آنے لگا اور اسی میں مرا ۔ ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سب موذیوں کا سردار ولید بن مغیرہ تھا۔ اسی نے انہیں جمع کیا تھا"

پس یہ پانچ یا سات شخص تھے جو بڑے تھے اور ان کے اشاروں سے اور ذلیل لوگ بھی کمینہ پن کی حرکتیں کرتے رہتے تھے۔

یہ لوگ اس لغو حرکت کے ساتھ یہ بھی کرتے تھے کہ خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے تھے۔ انہیں اپنے کرتوت کا مزہ ابھی ابھی آجائے گا۔ اور بھی جو رسول کا مخالف ہو خدا کے ساتھ شرک کرے اس کا یہی حال ہے۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ ان کی بے ہودہ گوئی سے اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں تکلیف ہوتی ہے، دل تنگ ہوتا ہے۔ لیکن تم ان کا خیال بھی نہ کرو۔ اللہ تمہارا مددگار ہے۔ تم اپنے رب کے ذکر اور اس کی تسبیح اور حمد میں لگے رہو۔ اس کی عبادت جی بھر کر کرو نماز کا خیال رکھو، سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دو۔ (دیکھیے، ترجمہ تفسیر ابن کثیر سورہ حجر آیت نمبر ۹۵ مطبوعہ ہندوستان)

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"والمعنى اصدع بما تؤمر ولا تخف غير الله؛ فان الله كافيك من اذاك كما كفاك المستهزئين، وكانوا خمسة من رؤسا، اهل مكة وهم الوليد بن المغيرة وهو راسهم، والعاص بن وائل والاسود بن المطلب والاسود بن عبد يغوث والحارث بن الطلاطله، اهلكهم الله جميعا قيل: يوم بدر في يوم واحد؛ لاستهزائهم برسول الله صلى الله عليه وسلم. وسبب هلاكهم فيما ذكر ابن اسحاق: ان جبرئيل اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم يطوفون بالبيت، فقام وقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فمرّ به الاسود ابن المطلب فرمى في وجهه بورقة خضراء فعمى ووجعت عينه، فجعل يضرب برأسه الجدار ومر به الاسود بن عبد يغوث فاشار الى بطنه فاستسقى بطنه فمات منه حبنا، ويقال: حبن رباالكسر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حبنا وحبن مفحول عظم بطنه بالماء الاصفر، فهو احبن، والمراة حبناء؛ قاله فی الصحاح)، ومر به الولید بن المغیرة فاشار الی اثر جرح باسفل کعب رجله، وکان اصابه قبل ذلك بسنین، وهو یجر سبله؛ وذلك أنه مر برجل من خزاعة بریش نبلا له فتعلق سهم من نبله بازاره فخدش فی رجله ذلك الخدش ولیس بشیئ، فانتقص به فقتله، ومر به العاص بن وائل فاشار الی اخمص رجله، فخرج علی حمار له یرید الطائف، فربض به علی شبرقة فدخلت فی اخمص قدمه شوکة فقتلته، ومر به الحارث بن الطلاطلة، فاشار الی راسه فاستخط نیخا فقتله وقد ذکر فی سبب موتهم اختلاف قریب من هذا، وقیل: انهم المراد لقوله تعالی: فخر علیهم السقف من توقهم شبه ما اصابهم فی موتهم بالسقف۔

ترجمہ: جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اُسے صاف صاف سنا دیجیے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریے اور اللہ ایذا دینے والوں کے خلاف آپ کو کافی ہے جیسا کہ اس نے مذاق کرنے والوں کے خلاف آپ کی کفایت کی۔ یہ مذاق کرنے والے رؤساء اہل مکہ میں سے پانچ شخص تھے ولید بن مغیرہ ان کا سردار تھا۔ دوسرا عاص بن وائل تھا تیسرا اسود بن المطلب تھا چوتھا اسود بن عبد یغوث۔ پانچواں حارث بن طلاطلہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کیا۔ ان کا واقعہ ابن اسحٰق نے یوں بیان کیا ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آئے جب کہ یہ لوگ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ جبرئیل کھڑے ہوئے۔ آپ بھی کھڑے ہو گئے۔ وہاں سے اسود بن عبد المطلب گذرا۔ حضرت جبرئیل نے ایک سبز پتہ اسود کی طرف پھینکا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پس وہ اندھا ہو گیا اور اس کی آنکھ میں سخت درد ہونے لگا اور وہ اپنا سر دیوار سے پٹکنے لگا۔ پھر اسود بن عبد یغوث گذرا۔ حضرت جبرائیل نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے پیٹ میں پانی کی بیماری ہو گئی اور وہ پیٹ پھولنے سے مر گیا پھر حارث بن طلاطلہ گذرا۔

حضرت جبرئیل نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے سر سے خون آنے لگا۔ اسی سے مر گیا۔ اس کے مرنے اور سر سے خون نکلنے کے متعلق بعض لوگوں نے دوسری روایت بھی بیان کی ہے۔ کہ قرآن میں جو ایک دوسری آیت ہے یعنی فخر علیہم السقف من فوقهم یعنی ان کے سر پر چھت گر پڑی۔ تو آیت ھذا میں اس کا ذکر ہے۔ (تفسیر قرطبی ج ۱۰ ص ۶۲، ۶۳)

ابن کثیر نے تو ابن اسحق کا حوالہ دیا تھا۔ لیکن سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور میں سورہ حجر کی آیت نمبر ۹۵ کی تفسیر کرتے ہوئے ابن جریر۔ طبرانی۔ ابن مردویہ الضیاء فی المختارہ وغیرہ بہت سی کتب کے حوالے دیے ہیں اور الفاظ کے تھوڑے سے تغیر کیساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب دشمنانِ رسول کو بری طرح ہلاک فرمایا ملاحظہ ہو۔

عن ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مستخفيا سنين لا يظهر شيأ مما انزل الله حتى نزلت فاصدع بما تومر يعني اظهر امرك بمكة فقد اهلك الله المستهزئين بك وبالقرآن وهم خمسة رهط فاتاه جبريل بهذه الاية فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أراهم أحيا بعد كلهم فاهلكوا في يوم واحد وليلة منهم العاص بن وائل السهمي خرج في يوم له ذلك في يوم مطير فخرج على راحلته بسير وابن له يتنزه ويتغدى فنزل شعبا من تلك الشعاب فلما وضع قدمه على الارض قال لدغت فطلبوا فلم يجدوا شيأ وانتفخت رجله حتى صارت مثل عنق البعير فمات مكانه ومنهم الحارث بن قيس السهمي اكل حوتا مالحا فاصابه قلبه عطش فلم يزل يشرب عليه من

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الماء حتی انقد بطنه فمات وهو یقول قتلنی رب محمد ومنهم الاسود
ابن المطلب وکان له ابن یقال له زمعة بالشام وکان رسول الله صلی الله
علیه وسلم قد دعا علی الاب ان یعمی بصره وان نیثکل ولده فاتاه جبرئیل
بورقة خضراء فرما بها فذهب بصره وخرج یلاقی ابنه ومعه غلام
له فاتاه جبریل وهو قاعد فی اصل شجرة فجعل ینطح رأسه ویضرب وجهه بالشوك
فاستغاث بغلامه فقال له غلامه لا اری احد ایصنع بك شیأً غیر نفسك حتی
مات وهو یقول قتلنی رب محمد ومنهم الولید بن المغیرة مر علی نبل لرجل
من خزاعة قد راشها وجعلها فی الشمس فربطها فانکسرت فتعلق به
سهم منها فاصاب اکحله فقتله ومنهم الاسود بن عبد یغوث خرج من اهله
فاصابه السموم فاسود حتی عاد حبشیا فاتی اهله فلم یعرفوه فاغلقوا
دونه الباب حتی مات وهو یقول قتلنی رب محمد فقتلهم الله جمیعا
فاظهر رسول الله صلی الله علیه وسلم امره واعلنه بمکة

سیوطی نے اپنی کتاب خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۶۵ پر مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں ان پانچوں کا ذکر کیا ہے پھر اس کے بعد میں صفحات ۳۶۶ تا ۳۶۹ باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ابن ابی لہب کو بددعا دی۔

اس باب میں وہ لکھتے ہیں کہ ابو لہب کے بیٹے نے ایک مرتبہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو بُرا بھلا کہا۔ تو آپ نے دعا مانگی کہ اے اللہ اپنے کسی کتے کو اس پر مسلط کر دے۔ ابولہب کپڑا بیچنے کے لیے شام کی طرف اپنے بیٹے کو غلاموں کو ساتھ بھیجا کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ میں اپنے بیٹے کے متعلق ڈرتا ہوں کہ اس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بد دعا نہ لگ جائے۔ پس اس کے غلام اور وکیل جب اس تجارتی سفر میں رات کو ٹھہرتے تو ابو لہب کے بیٹے کی حفاظت کا خاص اہتمام کرتے۔ اسے دیوار کے ساتھ لٹاتے۔ اس پر کپڑے ڈالتے اور سامان وغیرہ اس کے چاروں طرف رکھ کر ہر طرف سے اس کے بچاؤ کا بندوبست کرتے۔ وہ عرصہ تک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یونہی کرتے رہے لیکن آخر کار ایک دن درندہ آیا اور اسے ہلاک کرگیا۔ جب اس کی موت کی خبر ابو لہب کو پہنچی تو بولا کہ میں نے تم کو نہیں کہا تھا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بددعا سے اپنے بیٹے کے متعلق ڈرتا ہوں (بیہقی۔ ابو نعیم)

اس کے بعد سیوطی نے بیہقی ہی کی دوسری سند جو قتادہ کے طریق پر مروی ہے اس کو بیان کیا ہے۔ جس میں ہے کہ ابو لہب کا بیٹا عتبہ بھی حضورؐ کی دعا سے ڈرتا رہتا تھا۔ کہتا تھا کہ وہ مکہ میں ہیں اور میں شام میں ہوں لیکن واللہ ان کی دعا مجھے ہلاک کر دے گی۔ آخر شیر نے اسے ہلاک کر دیا۔

مزید اس کی موت کے متعلق ابو نعیم اور ابن عساکر کے طریق پر بھی روایت بیان کی ہے جو زیادہ مفصل ہے۔ ایک دوسری روایت نقل کی ہے۔ جس میں ہے کہ ابو لہب کے بیٹے کو اس کے ساتھی درمیان میں رکھتے تھے لیکن ایک رات درندہ آیا اور اسے ہلاک کر گیا۔

ان تمام روایات سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے والی کی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین ہے اور وہ موت اور صرف موت ہے۔ عمر قید وغیرہ نہیں۔

(ب) الم تر الی الذین یزعمون انہم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا به ویرید الشیطان ان یضلہم ضلالا بعیداً (النساء ۶۰)

ترجمہ: کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو دعوے کرتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے جو آپ پر نازل ہوا۔ اور جو آپ سے قبل نازل ہوا۔ پھر چاہتے ہیں کہ طاغوت سے فیصلہ کرانے جائیں۔ حالانکہ ان کو حکم ہوا ہے کہ اس کا انکار کریں۔ شیطان تو چاہتا ہے کہ تم کو عظیم گمراہی میں ڈال دے۔

فیہا ثلاث مسائل:

المسألة الاولیٰ۔ فی سبب نزولہا:

یروی انہا نزلت فی رجل من المنافقین نازع رجلا من الیہود، فقال الیہودی: بینی وبینک ابو القاسم صلعم وقال المنافق: بینی وبینک الکاہن۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وقیل : قال المنافق : بینی و بینک کعب بن الاشرف، یفر الیہودی ممن یقبل الرشوۃ ویرید المنافق من یقبلہا،

ویروی ان الیہودی قال لہ : بینی وبینک الکاہن، حتی ترافعا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فحکم للیہودی علی المنافق. فقال المنافق : لا ارضی، بینی وبینک ابوبکر؛ فاتیا ابابکر فحکم ابوبکر للیہودی، فقال المنافق : لا ارضی، بینی وبینک عمر، فاتیا عمر فاخبرہ الیہودی بماجری، فقال : امہلا حتی ادخل بیتی فی حاجۃ فدخل فاخرج سیفہ ثم خرج، فقتل المنافق؛ فشکی اہلہ ذلک الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقال عمر : یارسول اللہ انہ رد حکمک، فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم : انت الفاروق، وفی ذلک نزلت الآیات کلہا الی قولہ " . . . ویسلموا تسلیما"،

(امام قرطبی : احکام القرآن : صفحہ ۲۵۵ سورہ نساء)

یعنی اس کے شان نزول کے سلسلے میں یہ روایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک یہودی نے ایک منافق سے کہا کہ ہم اپنے جھگڑے کا فیصلہ ابو القاسم یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے کراتے ہیں۔ منافق نے کہا کہ کاہن سے کراتے ہیں۔ حتی کہ دونوں جناب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا تو منافق بولا کہ میں راضی نہیں چلو ہم حضرت ابوبکر سے فیصلہ کراتے ہیں پس حضرت ابوبکرؓ نے بھی یہودی کے حق میں فیصلہ دیدیا منافق بولا کہ میں راضی نہیں چلو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے فیصلہ کراتے ہیں۔ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو یہودی نے حضرت عمرؓ کو تمام ماجرا سنا دیا۔ آپؓ نے ان سے کہا کہ ٹھہرو میں ذرا ایک ضرورت سے گھر میں سے ہو آؤں۔ آپ گھر میں گئے اور تلوار سونتے کر باہر نکلے اور منافق کو قتل کر دیا۔ اس کے گھر والوں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے شکایت کی۔ جواب میں حضرت عمرؓ نے کہا یارسول اللہؐ اس نے آپ کے حکم کو رد کر دیا تھا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم فاروق ہو۔ یعنی حق و باطل میں فرق کو تم نے ظاہر کر دیا۔ (اس واقعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے آپ کا نام فاروق پڑا۔

صحیح حدیث سے قتل کا ثبوت

ابن حزم حدیث سے ثبوت فراہم کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"ابن عبد الملک بن ایمن نا ابو محمد حبیب البخاری - ھو صاحب ابی ثور ثقة مشھور - نا محمد بن سھل سمعت علی بن المدینی یقول : دخلت علی امیر المومنین فقال لی اتعرف حدیثا مسندا فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقتل ؟ قلت : نعم فذکرت له حدیث عبد الرزاق عن معمر عن سماک بن الفضل عن عروة بن محمد عن رجل من بلقین قال : "کان رجل یشتم النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم : من یکفینی عدوا لی ؟ فقال خالد بن الولید ؛ انا فبعثه النبی صلی اللہ علیه وسلم الیه فقتله فقال له امیر المؤمنین لیس ھذا مسندا ھو عن رجل فقلت : یا امیر المومنین بھذا یعرف ھذا الرجل وھو اسمه وقد اتی النبی صلی اللہ علیه وسلم فبایعه وھو مشھور معروف قال نامر لی بالف دینار"

قال ابو محمد رحمه اللہ : ھذا حدیث مسند صحیح وقد رواہ علی بن المدینی عن عبد الرزاق کما ذکرہ ، وھذا رجل من الصحابة معروف اسمه الذی سماہ به اھله رجل من بلقین فصح بھذا اکفر من سب النبی صلی اللہ علیه وسلم وانه عدو للہ تعالیٰ"

ترجمہ! علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم ایسی مسند حدیث جانتے ہو جس میں یہ ہو کہ جو حضور علیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الصلاۃ والسلام کی ہجو کرے اسے قتل کر دیا جائے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں پھر میں نے ان سے عبدالرزاق کی حدیث عن معمر عن سماک بن الفضل عن عروہ بن محمد عن رجل من بلقین بیان کی کہ بلقین کے ایک صاحب نے فرمایا کہ ایک شخص تھا جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ تو جناب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون شخص میرے دشمن کے خلاف مجھے کفایت کرے گا؟ یہ سن کر حضرت خالد بن ولید نے کہا کہ میں! پس حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو بھیجا اور انہوں نے اس کو جا کر قتل کر دیا۔ یہ سن کر امیر المومنین نے کہا کہ یہ روایت اس وجہ سے مسند نہیں کہلا سکتی کہ اس میں یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا۔ میں نے جواب دیا کہ یہ شخص اسی لقب سے مشہور تھا اور یہی اس کا نام ہے۔ یہ شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آیا تھا اور بیعت کی تھی۔ یہ مشہور اور معروف ہے۔ پس خلیفہ نے مجھے ایک ہزار دینار انعام دیا۔

ابن حزم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مسند اور صحیح ہے۔ علی المدینی نے اسے عبدالرزاق سے (عمدہ راویوں) سے بیان کیا ہے۔ اور راوی صحابہ میں سے ہے اور اسی نام سے مشہور ہے۔ اسی نام سے اس کے گھر والے پکارتے تھے اور اس کا یہی نام پڑ گیا تھا۔ پس اس روایت سے ساب الرسول کا کفر ثابت ہو گیا اور یہ کہ وہ خدا کا دشمن ہے۔ خاکسار کہتا ہے کہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ساب الرسول سے توبہ کرنے۔ اسلام لانے یا جزیہ دینے کی کوئی بات نہ کی جائے گی۔ بلکہ جاتے ہی اسے قتل کر دیا جائے گا

دوسری حدیث:

من بدل دینہ فاقتلوہ (مسند احمد۔ بخاری۔ کنزالعمال)

کنزل العمال ۱: ۳۸۷ / ۳۹۱ من سب الانبیا قتل ومن سب اصحابی جلد (طبرانی۔ کنزالعمال (حوالہ کے لیے دیکھیے کنزالعمال جلد اول حدیث نمبر ۳۲۴۷۸)

یعنی ایک حدیث یہ ہے کہ جس نے دین تبدیل کیا اسے قتل کر دو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہاں دین سے مطلب اسلام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان کر دیا کہ ان الدین عند اللہ الاسلام یعنی دین کا مطلب اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

پس جو مسلمان حضورؐ کو برا کہتا ہے وہ گویا دین بدلتا ہے پس اس کا قتل واجب ہے۔

دوسری حدیث میں واضح طور پہ کہ دیا گیا ہے کہ جو نبی کو برا کہے اسے قتل کر دو پس دونوں سے قتل کا وجوب ثابت ہوا۔

تیسری حدیث: کعب بن اشرف کا قتل۔

کعب بن اشرف: کعب بن الاشرف یہودی کے قتل کا سریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پچیسویں مہینے ۴ ربیع الاول کو ہوا۔ وہ شاعر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی ہجو کیا کرتا تھا۔ مخالفت پر لوگوں کو برانگیختہ کرتا اور ایذا دیتا تھا۔ غزوہ بدر ہوا تو وہ ذلیل و سرنگوں ہو گیا اور کہا کہ آج زمین کا شکم اس کی پشت سے بہتر ہے۔

کعب بن الاشرف کی ریشہ دوانی: وہ مکہ آیا، مقتولین پر قریش کو رلایا اور شعر کے ذریعے سے برانگیختہ کیا،

مدینہ منورہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ ابن الاشرف کے اعلان شر اور شعر کہنے کو تو جس طرح چاہے مجھ سے روک دے، نیز ارشاد فرمایا، کوئی ہے جو ابن الاشرف سے میرا انتقام لے، کیونکہ اس نے مجھے ایذا پہنچائی ہے۔

محمد بن مسلمہ: محمد بن مسلمہ نے عرض کی، اس کے لیے میں ہوں، یارسول اللہؐ میں اسے قتل کر دوں گا آپ نے اجازت دی اور فرمایا سعد بن معاذ سے اس کے بارے میں مشورہ کر لو۔ محمد بن مسلمہ اور قبیلہ اوس کے چند آدمی جمع ہوئے جن میں عباد بن بشر، ابو نائلہ، سلکان بن سلامہ، الحارث بن اوس بن معاذ اور ابو حبس بن جبیر بھی تھے۔

انہوں نے عرض کی یارسول اللہؐ ہم لوگ اسے قتل کر دیں گے، اجازت دیجیے کہ ہم کوئی بات بنائیں، فرمایا مناسب ہے چنانچہ ایک تدبیر سے انہوں نے اس کا سر قلم کر دیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زہری سے حق تعالیٰ کے اس قول " ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیراً " (ان لوگوں سے جن کو تم سے قبل کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا تم لوگ ضرور ضرور بہت سی ایذا رساں باتیں سنو گے) کے بارے میں مروی ہے کہ وہ کعب بن الاشرف ہے جو مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کے خلاف اپنے اشعار سے برانگیختہ کرتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کی ہجو کرتا تھا (اردو ترجمہ طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۳۷۳ - ۳۷۶)

مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہو گیا کہ کعب بن اشرف کا اصل گناہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ہجو کرنا تھا۔

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کا فتویٰ

ابن حزم نے محلی جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۹ - ۴۱۰ میں تین مختلف روایات نقل کی ہیں جن کا مضمون ایک ہی ہے۔ سب سے مختصر صفحہ ۴۰۹ پر یوں ہے :-

ابو برزہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور وہ ایک شخص پر سخت ناراض ہو رہے تھے اور وہ بھی جواب دینے لگا۔ پس میں نے آپ سے کہا کہ کیوں نہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد کسی کو یہ حق نہیں کہ اسے برا کہنے والے کی گردن اڑا دی جائے۔

باقی دو روایات مفصل ہیں لیکن مدعا یہی ہے صفحہ ۴۱۰ پر اسی قسم کا واقعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے متعلق بھی مروی ہے۔

خلیفہ عمر ثانی کے عامل کوفہ نے آپ کو لکھا کہ یہاں ایک شخص ہے جو آپ کو برا بھلا کہتا ہے (انی وجدت رجلاً بالکوفۃ یسبک) اور اس کا ثبوت ہمیں مل گیا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اسے قتل کر دوں۔ یا اس کے ہاتھ کاٹ دوں یا زبان کاٹ دوں۔ یا کوڑے ماروں۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ آپ سے مشورہ کر لوں۔ اس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جواب میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ خدا کی قسم کہ اگر تم اسے قتل کرتے تو میں بھی تم کو قتل کر ڈالتا۔ اگر اس کا ہاتھ کاٹتے تو میں تمہارا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ اسے کوڑے مارتے تو میں تم کو (قصاص میں) کوڑے مارتا۔ پس جب میرا خط تم کو ملے تو تم اس کو لے کر باہر نکلو اور اسے اسی طرح برا بھلا کہو جیسے اس نے مجھے کہا ہے۔ یا اسے معاف کر دو۔ معاف کرنا مجھے زیادہ پسند ہوگا۔ کسی شخص کو برا بھلا کہنے والا قتل نہیں کیا جا سکتا سوائے اس شخص کے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہے۔

اس کے بعد ابن حزم لکھتے ہیں کہ یہی رائے امام ابو حنیفہ۔ مالک شافعی۔ احمد بن حنبل۔ اسحٰق بن راہویہ اور تمام محدثین کی ہے۔

حق اللہ و حق العباد کا فرق

جو لوگ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہنے والے مجرم کی توبہ کے قائل ہیں وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ توبہ اور رجوع عن الاقرار کے سلسلے میں حقوق اللہ اور حقوق العباد میں فرق ہے۔

ومن اقر بالقذف ثم رجع لم یقبل رجوعہ

یعنی جو قذف کا اقرار کرلے اور اس کے بعد اقرار سے پھر جائے تو اس کا رجوع مقبول نہ ہوگا کیونکہ یہ حق العباد کا معاملہ ہے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا گناہ تو توبہ سے معاف ہو جاتا ہے لیکن بندہ کا گناہ توبہ سے معاف نہیں ہوتا بلکہ اسی شخص سے معاف کرانا پڑتا ہے جس کا گناہ کیا ہو۔

شہید کے سب گناہ جو حق اللہ سے متعلق ہیں وہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ قرضہ بھی معاف نہیں ہوتا۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہنے والا تو اللہ کا گنہ گار بھی ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ السلام کا گنہ گار بھی ہے۔ بلکہ ان تمام مسلمانوں کا گنہ گار بھی ہے جو اس وقت زندہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوں جن کے دل کو اس بات سے صدمہ پہنچا ہو۔

مثلاً کوئی شخص مجھ پر یا کسی پر زنا۔ چوری یا رشوت کا کوئی بھی الزام لگائے تو ہمیں اس پہ غصہ ضرور آئے گا لیکن اتنا نہیں کہ ہم اسے قتل کر دیں۔ لیکن اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو کوئی برا کہے گا تو ہمارا دل یہی چاہے گا کہ اسے ہم قتل ہی کر دیں اس بات کو ابن عابدین نے بھی تسلیم کیا ہے ان کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"فنفس المومن لا تشتفی من هذا الساب اللعین الطاعن فی سید الاولین والاخرین الا بقتله وصلبه بعد تعذیبه وضربه فان ذلك هو اللائق" (رسائل ابن عابدین صفحہ ۳۴۸)

یعنی مومن کے دل کی تشفی اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہنے والے لعین کو عذاب دینے اور مارنے پیٹنے کے بعد قتل نہ کیا جائے اور پھر اس کو مصلوب نہ کیا جائے۔ (پس ثابت ہوا کہ ساب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل ضروری ہے۔)

ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ اسلام میں ہمیشہ اسی پر عمل ہوتا رہا حتی کہ جب مسلمان غلام تھے جب بھی وہ شاتم رسول کو قتل کرتے رہے۔ دہلی میں عبدالرشید نے شاتم رسول ہندو کو قتل کیا۔ لاہور میں غازی علم الدین نے رنگیلا رسول لکھنے والے ہندو کو قتل کیا کراچی میں عبدالقیوم نے شاتم رسول کو عین عدالت میں جب کہ مقدمہ پیش ہو رہا تھا قتل کر دیا۔ اگر جمہوریت کے جدید اصول کو لیا جائے تب بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام مسلمان اسی کے قائل رہے ہیں۔ حتی کہ اکبر اعظم کے دور میں جب ہندوؤں کا اثر دربار پر بہت زیادہ تھا۔ اس کی کئی رانیاں ہندو تھیں تب بھی شاتم رسول ہندو کو قاضی کے عدالتی فیصلے کے مطابق قتل کیا گیا اس کی تفصیل عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں دی ہے (اردو ترجمہ صفحات ۶۰۶، ۶۰۷ مطبوعہ غلام علی لاہور)

عبدالرحیم قاضی متھرا نے شیخ کے پاس ایک استغاثہ بھیجا کہ ہم ایک مسجد کی تعمیر کا ارادہ [illegible] یہاں کے ایک سرکش مالدار برہمن نے ہمارا عماراتی ساز و سامان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اٹھوا لیا اور اس سے بت خانہ کی تعمیر شروع کرا دی۔ میں نے جب اس کی گوشمالی کا ارادہ کیا تو گواہ موجود ہیں کہ اس نے حضور اکرمؐ کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور مسلمانوں کی سخت توہین کی۔ شیخ نے اس برہمن کو بلا بھیجا لیکن وہ نہ آیا۔ آخر بادشاہ نے بیربر اور شیخ ابوالفضل کو بھجوایا اور وہ اسے لے آئے۔ شیخ ابوالفضل نے جو کچھ لوگوں سے سنا تھا بیان کیا اور کہا کہ اس بات کی تحقیق ہو گئی ہے کہ اس نے گالی بکی تھی۔ اس کی سزا کے معاملہ میں علماء کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک تو اسے قتل کرانا چاہتا تھا دوسرا اس کی تشہیر اور جرمانہ پر زور دے رہا تھا۔ اس معاملہ میں بحث طول پکڑ گئی۔ شیخ نے بادشاہ سے اس کے قتل کی اجازت حاصل کرنے کے لیے بڑا اصرار کیا۔ بادشاہ نے صراحتاً اجازت نہ دی اور گول مول کہہ دیا کہ شرعی سزائیں تم سے تعلق رکھتی ہیں ہم سے کیا پوچھتے ہو؟ وہ برہمن اس جھگڑے میں مدتوں قید میں پڑا رہا۔ بادشاہی محل کی عورتیں اس کی رہائی کے لیے سفارشیں کرنے لگیں لیکن بادشاہ کو شیخ کا بڑا لحاظ تھا۔ اس لئے رہائی کا حکم نہ دیا۔ شیخ نے اس کے قتل کے لیئے زیادہ اصرار کیا تو بادشاہ نے جواب دیا میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم جو مناسب جانو کرو۔ شیخ نے مکان پر پہنچتے ہی اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

اس سزا پر بعد میں اگر بادشاہ نے رانیوں اور ہندو رتنوں کی بنا پر اعتراض کیا تو وہ بھی اتنا کہہ سکا کہ شک کا فائدہ ملزم کو ملنا چاہیئے تھا۔

اس سلسلے میں خاکسار کی رائے اگرچہ ابن حزم سے ملتی ہے کہ شبہ سے حد زائل ہو جاتی ہے والی روایت ضعیف ہے لیکن خاکسار کے سامنے دوسری حدیث موجود ہے جو بالکل صحیح ہے کہ:

انما الاعمال بالنیات

یعنی اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ ملزم کی نیت واقعی شتم یا سب کی تھی محض شک کی وجہ سے قتل کی سزا نہیں دی جا سکتی۔ الاعمال بالنیات والی حدیث قتل کی سزا کا راستہ روک دیتی ہے جب تک نیت واضح نہ ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پس اس بات کا پورا اطمینان ضروری ہے کہ ملزم کی نیت یقینی طور پر حضورؐ کو برا کہنے کی ہو جیساکہ ان ہندو خبیثوں کی نیت واقعی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہنے کی تھی جن کو مسلمانوں نے قتل کیا۔ ان کی کتب اس پر یقینی ثبوت تھیں کوئی شک یا شبہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔

پس اگر شاتم رسول کا جرم اس طرح سے ثابت ہو جائے کہ شبہ کا کوئی سوال ہی نہ ہو تو اس کو قتل کی سزا دی جائے گی اور توبہ قبول نہ کی جائے گی۔

اب ہم جملہ معترضہ کو چھوڑ کر پھر بندے کے گناہ سے توبہ کی نامقبولیت کی طرف آتے ہیں۔ بندہ کا معاف کرنا ضروری ہوتا ہے۔ قذف کے جرم میں اللہ تعالےٰ کا حق بھی ہے اور اس بندہ کا حق بھی ہے جس پر الزام لگایا جاتا ہے۔ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قذف میں بندہ کے حق کی وجہ سے رجوع عن الاقرار نامقبول ہے۔ زنا کے اقرار سے توبہ کے بعد خلاصی ہو سکتی ہے لیکن قذف کے جرم میں توبہ کر کے بھی حد سے چھٹکارا نہیں مل سکتا۔

اس سلسلہ میں واقعہ افک کی مثال لیتے ہیں قرآنی آیات نے حضرت عائشہؓ کی برأت کر دی تینوں صحابہ کرام بھی مجسم تائب ہو گئے۔ لیکن قذف کی سزا دو آدمیوں اور ایک عورت کو دی گئی جو سب کے سب پکے مسلمان اور صحابی تھے۔ عورت حضرت عائشہ ام المومنینؓ کی بہن تھیں۔ مسطح حضرت ابوبکرؓ کے رشتہ دار تھے اور حضرت حسان بن ثابت دربار نبوی کے شاعر تھے۔ اور کفار کے اشعار کا جواب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف سے دیا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ معاملہ حقوق العباد کا تھا اس لئے تینوں کو اسّی اسّی کوڑے مارے گئے۔ اور خاتون بھی اس سزا سے بچ نہ سکیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ اگر کوئی فقیہ یہ کہتا ہے کہ اگر عورت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو بُرا کہے تو عورت کو موت کی سزا نہیں دی جا سکتی تو اس کی رائے قابل قبول نہ ہو گی۔ افک کے واقعہ میں عورت کو بھی وہی سزا دی گئی تھی جو باقی دونوں اصحاب کو دی گئی تھی جنس کی بنا پر سزا میں تفریق نہیں کی جا سکتی حالانکہ آج کل عورتیں برابری کا دعوےٰ کر رہی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شتم میں تو ... نہ صرف حضور علیہ الصلاۃ والسلام بلکہ تمام مسلمانوں کو پہنچتا ہے۔ جیساکہ ذکر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو چکا ہے۔ سب و شتم پر توبہ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ مجرم اگر واقعی تائب ہو تو اس کا دل بھی یہی چاہے گا کہ اس جرم میں اسے موت کی سزا دی جائے اور وہ اسی طرح موت کی سزا پر اصرار کرے گا جیسا کہ حضرت ماعزؓ اور حضرت غامدیہ نے رجم کئے جانے کے لئے اصرار کیا۔ بلکہ شتم نبیؐ کی صورت میں تائب مسلمان مجرم بطریق اولی موت کی سزا پر اصرار کرے گا۔ اور وہ چاہے گا کہ موت کی سزا پا کر معافی کی پوری گارنٹی اس کو اسی طرح مل جائے جیسے کہ حضرت ماعزؓ کو مل گئی تھی۔

محی الدین حنفی کی رائے محی الدین حنفی نے اس سلسلے میں عمدہ کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔

"السیف المشہور علی الزندیق وساب الرسول"

نام سے ظاہر ہے کہ زندیق اور ساب کی توبہ مقبول نہیں۔

یہ کتاب چھپی نہیں۔ اس کا مخطوطہ موجود ہے۔ اس لیئے ہم اس کتاب کا بیان ایک دوسری کتاب سے نقل کرتے ہیں جس کا نام "احکام المرتد مصنفہ عبدالرزاق السامرائیؒ ہے اس کتاب میں مصنف اصل کتاب کے مخطوطہ سے یوں نقل کرتے ہیں۔

وقد نقل محیی الدین ذلک فقال (...... واما الساب فالمذکور فی فتاوی البزاز ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او احداً من الانبیاء فانہ یقتل حدا ولا توبۃ لہ اصلا سواء کان بعد القدرۃ والشہادۃ اوجاء تائبا من قبل نفسہ لانہ حد وجب فلا یسقط فی التوبۃ ولا یتصور فیہ خلاف لاحد فانہ حق تعلق بہ حق العبد فلا یسقط بالتوبۃ کسائر حقوق الادمیین وکحد القذف لا یسقط بالتوبۃ وھذ مذھب الامام الاعظم ومذھب ابی بکر الصدیق وھذہ عبارتہ وعلی ھذا افتی علماء الروم الی یومنا ھذا وقبل فتواھم آل عثمان وھذا مبنی علی ان علۃ القتل ایذاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وایذاء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امتہ بسببہ وھو حق الآدمی وحفظ النظام والردۃ کماھو مذھب الامام۔ واصحابہ وھذا حق اللہ والتوبۃ انما تدراء خالص حق اللہ وحق العبد انما یندرئ بالرضا فی الحیاۃ ولھذا عفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا فی ابتداء الاسلام بمقتضی الحکم والمصالح ولم یوجد بعدہ دلیل الرضاء یقیناً ولھذا یقتل بعدہ علیہ السلام .... واعلم ان العلماء ذکروا فی ھذہ المسألۃ انہ لابد من نظر الحاکم الی حال المتکلم بھذا الکلمات الموحشۃ وکثرۃ السماع منہ وصورۃ حالہ من التھمۃ فی الدین والنبذ بالسنۃ والدعوۃ للالحاد والسھو وزلق اللسان فیحکم بما یناسب...."

ترجمہ: .... ساب کے متعلق فتاویٰ بزازیہ میں منقول ہے کہ جو شخص حضورؐ یا انبیاء میں سے کسی نبیؑ کو برا کہے تو اسے بطور حد کے قتل کیا جائے گا۔ اور فی الاصل اس کے لئے توبہ نہیں ہے۔ چاہے وہ پکڑ کر لایا جائے اور اس کے خلاف شہادتیں پیش کی جائیں یا وہ خود بخود تائب ہو کر اپنے آپ کو پیش کرے کیونکہ یہ حد ہے جو واجب ہو چکی پس توبہ سے ساقط نہیں ہوگی۔ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی اس کے خلاف رائے دے گا کیونکہ یہ ایک ایسا ہے جس کے ساتھ حق بندہ کا تعلق منتھی ہو چکا ہے۔ پس توبہ سے یہ حق زائل نہیں ہوگا جیسا کہ تمام حقوق العباد کا معاملہ ہے اور جیسا کہ قذف کی حد کا معاملہ ہے جو کہ توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ یہ مذہب امام اعظمؒ کا ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بھی یہی مذہب ہے۔ یہی اس کی عبارت ہے اور اسی کے مطابق روم کے علماء آج تک فتویٰ دیتے رہے ہیں۔ آل عثمان سے قبل بھی یہی فتویٰ موجود تھا۔ اس فتویٰ کی علت یہ ہے کہ قتل کی وجہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ایذا پہنچانا ہے۔ اور ان کو برا کہنے کی وجہ سے ان کی امت کو ایذا پہنچانا ہے۔ یہ آدمیوں کا حق ہے اور اس میں نظام کی حفاظت ہے اور ارتداد سے روکنا ہے امام صاحب کا مذہب ہے اور یہی امام صاحب کے اصحاب کا مذہب ہے (یعنی حنفی اصول فقہ کے مطابق یہی فتویٰ ہے)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باقی رہا اللہ تعالے کا حق تو وہ توبہ سے ٹل جاتا ہے۔ لیکن بندہ کا حق اس بندہ کی زندگی میں اس کے معاف کرنے سے ہی زائل ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ابتدائے اسلام میں بہت سے لوگوں کو معاف کیا کیونکہ حکمت اور مصلحت کا تقاضا یہی تھا۔ لیکن آپ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد آپ کی معافی اور رضامندی کی کوئی یقینی دلیل ہم حاصل نہیں کر سکتے۔ اس وجہ سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد آپ کے ساب کو قتل کیا جائے گا.....

جان لو کہ علماء نے اس مسئلہ کے متعلق لکھا ہے حاکم کو چاہیئے کہ متکلم کے حال پر غور کرے کہ ایسے عجیب الفاظ اس سے کیسے صادر ہوئے۔ اور کن لوگوں نے اس سے ایسے الفاظ سنے اور صورت حال کیا تھی۔ اس متکلم کا دینی حال کیا تھا یعنی لوگ اس کی دینی حالت کے متعلق کیا رائے رکھتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ وہ کس قماش کا آدمی ہے۔ وہ الحاد کی طرف دعوت دیتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں دیتا تو کیا محض سہو۔ بھول چوک سے اتفاقاً کوئی لفظ تو اس کے منہ سے نہیں نکل گیا ہے۔ پس اس شخص کے حالات دیکھ کر حاکم اس کے متعلق جو مناسب ہو وہ فیصلہ کرے گا۔

(عبدالرزاق السامرائی: احکام المرتد: ۱۰۸ (۱۰۹) مطبوعہ بیروت)

مذکورہ بالا بیان کے فوراً بعد مصنف ابن صنویان حنبلی کی رائے بیان کرتے ہیں

(بحوالہ المنار السبیل: ج ۲ ص ۴۰۹)

ہم ابن صنویان کی رائے ان کی اصل کتاب سے نقل کرتے ہیں جس میں انہوں نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جن کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

وہ اپنی کتاب: منار السبیل جلد دوئم میں یوں لکھتے ہیں۔

"ولا یقبل فی الدنیا بحسب الظاهر توبة زندیق وهو: المنافق الذی یظهر الاسلام، ویخفی الکفر لقوله تعالیٰ (... الا الذین تابوا واصلحوا وبینوا[1])

---

[1] البقرہ: ۱۶۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والزنديق: لايعلم تبيين رجوعه، وتوبته، لانه لا يظهر منه بالتوبة خلاف ماكان عليه، فانه كان ينفي الكفر عن نفسه قبل ذلك، وقلبه لا يطلع عليه۔

(ولا من تكررت ردته) لقوله تعالى (ان الذين آمنوا ثم كفروا ثم آمنوا ثم كفروا ثم ازدادوا كفرا لم يكن الله ليغفر لهم ولا ليهديهم سبيلا) [۱] وقوله (ان الذين كفروا بعد ايمانهم ثم ازدادوا كفرا لن تقبل توبتهم [۲] ولان تكرار ردته يدل على فساد عقيدته، وقلة مبالاته بالاسلام۔

(او سب الله تعالى، او رسوله، او ملكا له) لعظم ذنبه جدا فيدل على فساد عقيدته، قال احمد، لاتقبل توبة من سب النبي، صلى الله عليه وسلم۔

(وكذا من قذف نبيا او امه) لما في ذلك من التعرض للقدح في النبوة الموجب للكفر۔

(ويقتل، حتى ولو كان كافرا فاسلم) لان قتله حد قذفه فلا يسقط بالتوبة، كقذف غيرهما۔ ومن قذف عائشة بما برأها الله منه كفر بلا خلاف،،

ترجمہ: یعنی دنیا میں حسب ظاہر زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ زندیق وہ منافق

---

[۱] النساء/ ۱۳۷۔

[۲] آل عمران من الاٰیۃ/ ۹۰۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوتا ہے جو ظاہر طور پر اپنے کو مسلمان کہتا ہے لیکن اپنے کفر کو چھپاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ـــــ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی۔ اور اپنی اصلاح کی اور احکام حق کو چھپانے کی بجائے ان کو بیان کرنے لگے۔ تو ایسے لوگوں کی توبہ ہم قبول کرلیں گے اور ہم بڑے ہی درگذر کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔ (البقرۃ ــــ ۱۶۰)

لیکن زندیق کا معاملہ دوسرا ہے۔ نہ اس کے رجوع کے اظہار کا پتہ چلتا ہے اور نہ اس کی توبہ کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ توبہ کے بعد بھی اس کی ظاہر حالت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ جس حالت میں تھا اسی حالت میں رہتا ہے کیونکہ وہ تو پہلے ہی اپنے کفر سے انکار کرتا تھا۔ اور اس کا دل اس کے کفر سے واقف نہ تھا۔

دوسرا شخص جس کی توبہ قبول نہیں ہوتی ایسا شخص ہے جو بار بار مرتد ہوتا اور اسلام لاتا ہے۔ اس کی توبہ قبول نہ ہونے کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان لائے۔ پھر کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر وہ کفر میں بڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اشخاص کی بخشش نہیں کرے گا۔ (النساء: ۱۳۷)

مزید اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا۔ پھر اپنے کفر میں بڑھ گئے۔ ان کی توبہ اللہ قبول نہ کرے گا۔ (آل عمران: ۹۰)

اس کی وجہ یہ ہے کہ بار بار مرتد ہونا اس کے عقیدہ کے فساد اور اسلام سے اس کی بے پرواہی پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح سے جو اللہ کو برا کہے یا اس کے رسول کو یا اس کے فرشتے کو تو یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے جو اس کے عقیدہ کے فساد پر دلالت کرتا ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہے تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

جو کوئی کسی نبی کو قذف کرے یا ان کی والدہ ماجدہ کو قذف کرے تو اس کی سزا بھی یہی ہوگی یعنی اس کی توبہ قبول نہ ہوگی کیونکہ اس میں نبوت کی برائی ہوتی ہے جو کفر کی موجب ہے۔

ایسے شخص کو قتل کیا جائے گا چاہے وہ پہلے کافر ہو اور قذف کے بعد اسلام لے آئے۔ کیونکہ اس کو قتل کرنا اس کے قذف کی حد ہوگی۔ پس یہ حد توبہ سے زائل نہ ہوگی،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جیسے کہ دوسروں کی قذف کی حد (جو اسی کوڑے ہوتی ہے)، توبہ سے زائل نہیں ہوتی۔ زندیقوں کی حد کے متعلق مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ میں ایک الگ باب ہے جو حسب ذیل ہے۔

فی الزنادقة، ماحدهم[1]

(۹۰۵۱) حدثنا ابوبکر قال حدثنا ابوبکر بن عیاش عن ابی حصین عن سوید بن غفلة ان علیا حرق زنادقة بالسوق، فلما رمی علیهم بالنار قال: صدق الله و رسوله، ثم انصرف فاتبعته، قال: اسوید؟ قلت: نعم، یا امیر المؤمنین سمعتك تقول شیئا، قال یا سوید انی مع قوم جهال، فاذا سمعتنی اقول: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم، فهو حق۔

(۹۰۵۲) حدثنا ابوبکر قال حدثنا عبد الرحیم بن سلیمان عن عبد الرحمٰن بن عبید عن ابیه قال کان اناس یاخذون العطاء والرزق ویصلون مع الناس، کانوا یعبدون الاصنام فی السر، فاتی بهم علی بن ابی طالب، فوضعهم فی المسجد او قال: فی السجن، ثم قال: یایها الناس ماترون فی قوم کانوا یاخذون العطاء والرزق ویعبدون هذه الاصنام؟ قال الناس اقتلهم، قال: لا، ولکنی اصنع بهم کما صنع بابینا ابراهیم صلوات الله علیه، فحرقهم بالنار۔

(۹۰۵۳) حدثنا ابوبکر قال حدثنا مروان بن معاویة عن ایوب بن نعمان قال: شهدت علیا فی الرحبة وجاء رجل فقال: یا امیر المومنین ان ههنا اهل بیت لهم وثن فی دار هم یعبدونه،

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة (کتاب الحدود ج: ۱۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقام علی یمشی حتی انتھی الی الدار فامر ھم فدخلوا فاخرجوا له تمثال رخام، فالھب علی الدار۔

(۹۰۵۴) حدثنا ابوبکر قال حدثنا ابوالاحوص عن سماک عن قابوس بن مخارق عن ابیه قال: بعث علی محمد بن ابی بکر امیرا علی مصر، فکتب محمد الی علی یسئله عن زنادقة منھم من یعبد الشمس والقمر، ومنھم من یعبد غیر ذلک، ومنھم من یدعی للاسلام، فکتب علی وامر بالزنادقة ان یقتل من یدعی للاسلام، ویترک سائرھم یعبدون ماشاؤا۔

(۹۰۵۵) حدثنا ابوبکر قال حدثنا ابن عیینة عن ایوب عن عکرمة عن ابن عباس انه بلغه ان علیا اخذ زنادقة فاحرقھم، قال: فقال: اما انا فلوکنت لم اعذبھم بعذاب اللّٰہ ولوکنت انا لقتلتھم لقول النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: من بدل دینه فاقتلوه (مصنف ابن ابی شیبه۔ کتاب الحدود جلد نمبر ۱۰ ص ۱۴۲)

ترجمہ: ۹۰۵۱۔ حضرت علی رضی اللّٰہ عنہ نے زندیقوں کو بازار میں زندہ جلایا۔ جب ان پر آگ پھینکی گئی تو آپؓ بولے کہ اللّٰہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ اس کے بعد آپ واپس چلے گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں آپ کے پیچھے گیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ کہ اے سوید کیا بات ہے؟ راوی نے کہا کہ یا امیر المؤمنین میں نے آپ کو کچھ کہتے ہوئے سُنا آپ نے جواب دیا کہ میں جاہل لوگوں میں ہوں۔ جب تم مجھ سے کوئی بات سنو اور میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نام لوں تو وہ بات ہمیشہ سچ ہوتی ہے

۹۵۳۔۔۔ ایک آدمی نے آکر حضرت علیؓ سے کہا کہ یہاں ایک گھر ہے۔ ان کے ہاں بت ہے جس کی وہ عبادت کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ پیدل روانہ ہوگئے اور اس گھر پر پہنچ کر حکم دیا کہ اس میں سے سنگ مرمر کا بت نکالو۔ پھر آپ نے گھر میں آگ لگوادی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴ حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکرؓ کو مصر میں امیر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے وہاں سے خلیفہ کو خط لکھا اور زنادقہ کے متعلق سوال کیا جو کہ چاند و سورج کی عبادت کرتے تھے ان میں وہ بھی تھے جو دوسری اشیاء کی عبادت کرتے تھے۔ ان میں وہ بھی تھے جو اسلام کا دعویٰ کرتے تھے۔ حضرت علیؓ نے لکھا کہ ان زندیقوں کو قتل کر دو جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اور باقی لوگوں کو چھوڑ دو وہ جس کی چاہیں عبادت کریں۔

۹۵۵۔ ابن عباسؓ کو جب یہ خبر پہنچی کہ حضرت علی زنادقہ کو پکڑ کر جلا دیتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو اللہ کے عذاب یعنی جلانے کی سزا نہ دیتا بلکہ ان کو قتل کر دیتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔

(دیگر روایات میں آیا ہے کہ جب حضرت علیؓ کو ابن عباس کی روایت پہنچی کہ حضور نے فرمایا کہ جلانے کی سزا صرف اللہ دے سکتا ہے۔ کسی انسان کو یہ سزا دینی روا نہیں تو آپ نے جلانا چھوڑ دیا اور قتل کرنے لگے۔

ابن عابدین بھی فرماتے ہیں کہ زندیق کی توبہ قبول نہ ہوگی اور مرتد کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔ اور مرتد کا قتل حد ہے یعنی اس کی سزا میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ ہاں وہ اسلام لے آئے تو سزا نہ ملے گی۔

ان کے عربی الفاظ یوں ہیں:

(المسئلة الثانیه) فی ان قتل الساب للکفر او للحد اعلم ان المرتد یقتل بالاجماع کما مر و توبته مقبولة باجماع اکثر العلماء اذا لم یکن زندیقا و روی عن الحسن البصری انه لا تقبل توبة المرتد بل یقتل و ان اسلم وهو خلاف المشهور من مذهب الصحابة و التابعین و من بعدهم ثم لا شك ان قتله اذا لم یتب لیس کقتل الکافر الاصلی الحربی حیث یتخیر فیه الامام بین القتل و الاسترقاق و وضع الجزیة علیه حتی یصیر له مالنا و لا یجبر علی الاسلام والمرتد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بخلاف ذلك فانه يجبر على الاسلام ويقتل ان ابى[1]

مزید ابن عابدین لکھتے ہیں :

وبعد فاعلم ان مشهور مذهب مالك واصحابه وقول السلف وجمهور العلماء قتله حدا لا كفرا ان اظهر التوبة منه ولهذا لا تقبل عندهم توبته ولا تنفعه استقالته وحكمه حكم الزنديق سواء كانت توبته بعد القدرة عليه والشهادة على قوله او جاء تائبا من قبل نفسه لانه حد وجب لا تسقطه التوبة كسائر الحدود وقال القابسى اذا اقر بالسب وتاب منه واظهر التوبة قتل بالسب لانه هو حده وقال محمد بن ابى زيد مثله واما ما بينه وبين الله تعالى فتوبته تنفعه وقال ابن سحنون من شتم النبى صلى الله تعالى عليه وسلم من الموحدين ثم تاب لم تزل توبته عنه القتل وكذلك قد اختلف فى الزنديق اذا جاء تائبا قال القاضى عياض ومسئلة ساب النبى صلى الله تعالى عليه وسلم اقوى لا يتصور فيها الخلاف لانه حق متعلق للنبى ولامته بسببه لا تسقطه التوبة كسائر حقوق الادميين والزنديق اذا تاب بعد القدرة عليه فعند مالك والليث واسحق واحمد لا تقبل توبته وعند الشافعى تقبل واختلف فيه عن ابى حنيفة وابى يوسف وحكى ابن المنذر عن على بن ابى طالب رضى الله تعالى عنه يستتاب قال محمد بن سحنون ولم يزل القتل عن المسلم بالتوبة من سبه عليه الصلاة والسلام لانه لم ينتقل من دين الى غيره وانما فعل شيأ حده عندنا القتل لا عفو فيه لاحد كالزنديق لانه لا ينتقل من ظاهر الى ظاهر وقال القاضى ابو محمد بن

---

[1] رسائل ابن عابدین جلد اول صفحہ ۳۱۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نصرمحتسبا۔

ترجمہ! دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیا ساب الرسول کا قتل کفر کی وجہ سے ہے یا حد کی وجہ سے ہے۔ جان لو کہ مرتد کے قتل پر اجماع ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ اور اس کی توبہ اجماعاً مقبول ہوتی ہے جب کہ وہ زندیق نہ ہو۔ لیکن حسن بصری کی رائے یہ ہے کہ مرتد کی توبہ بھی مقبول نہیں ہوتی بلکہ وہ قتل کیا جائے گا چاہے وہ دوبارہ اسلام لے آئے۔ مگر ان کا یہ قول صحابہ۔ تابعین اور بعد کے لوگوں کے مشہور قول کے خلاف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں بھی شک نہیں کہ مرتد کا قتل جب کہ وہ توبہ نہ کرے ایسا قتل نہیں جیسا کہ اصلی یعنی کافر کا قتل ہوتا ہے کیونکہ اصلی کافر کے معاملہ میں امام کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اسے قتل کرے یا غلام بنالے یا اس پر جزیہ عائد کردے۔ اسے اسلام لانے پر مجبور بھی نہیں کیا جاتا لیکن مرتد کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ اسے اسلام لانے پر مجبور کیا جاتا ہے اور اگر انکار کرتا ہے تو اسے قتل کر دیا جاتا ہے ..... مزید ابن عابدین لکھتے ہیں۔

جان لو کہ امام مالک ان کے اصحاب ائمہ سلف اور جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ ساب الرسول کو حداً قتل کیا جائے گا کافر ہونے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا چاہے وہ توبہ بھی کرے اسے قتل کیا جائے گا۔ پس ان کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی۔ نہ اسے اس بات سے کوئی فائدہ ہوگا کہ وہ خود اپنے کو قتل کے لیے پیش کرے۔ اس کا حکم زندیق کے مثل ہوگا یعنی کہ یہ بات اس کے حق میں برابر ہو گی کہ وہ چاہے پکڑا ہوا لایا جائے اور اس کے خلاف شہادتیں پیش ہوں کہ اس نے شتم کیا ہے۔ یا وہ خود تائب ہو کر آئے۔ کیونکہ وہ تو حد ہے جو واجب ہو چکی (تیر کمان سے نکل چکا) اور توبہ سے وہ ساقط نہیں ہوگی جیسا کہ دوسری حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتیں۔

قابسی کہتے ہیں کہ جب مجرم سب کا اقرار کرلے مگر پھر اس سے توبہ کرلے اور توبہ کا اظہار بھی کرے۔ پھر بھی وہ قتل کیا جائے گا کہ وہ تو سب کی حد ہے۔ محمد بن ابی زید نے بھی یہی بات کہی ہے۔ ہاں جو معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ہے تو اس میں اس کو توبہ کا فائدہ پہنچے گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن سحنون کہتے ہیں کہ اگر کوئی موحد حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو گالی دے پھر توبہ کرے تو اس کی توبہ سے اس کے قتل کا حکم زائل نہیں ہوگا اسی طرح زندیق کے معاملہ میں بھی اختلاف ہے جب کہ وہ خود تائب ہو کر آئے۔ لیکن ساب الرسول کا مسئلہ زندیق سے زیادہ قوی دلائل پر مبنی ہے زندیق کے خود تائب ہو کر آنے کے بعد اس کے یقینی قتل میں تو اختلاف کا تصور ہو سکتا ہے۔ لیکن ساب الرسول کی توبہ کے بعد یقینی طور پر قتل کیے جانے کے سلسلے میں اختلاف کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسا حق ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے اور ساتھ ساتھ آپ کی امت سے بھی متعلق ہے۔ اس وجہ سے ساب الرسول سے قتل کی سزا کا اسقاط نہیں ہوگا جیسے کہ تمام حقوق العباد کا معاملہ ہے کہ توبہ سے حقوق العباد (مثلاً قذف۔ قصاص۔ فرض زنا بالجبر وغیرہ وغیرہ) ساقط نہیں ہوتے (بلکہ حقوق العباد تو شہید سے بھی ساقط نہیں ہوتے)

زندیق جب کہ وہ پکڑے جانے کے بعد توبہ کرے تو مالک۔ لیث۔ اسحٰق۔ اور احمد رحمہم اللہ کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی امام شافعیؒ کے نزدیک قبول کرلی جائیگی امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف سے مختلف اقوال نقل کئے گئے ہیں، ابن المنذر حضرت علیؓ کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ زندیق کی توبہ قبول کر لیتے تھے۔ (لیکن جہاں تک ساب الرسول کا سوال ہے)

محمد بن سحنون کہتے ہیں ساب الرسول کی توبہ سے اس کے قتل کا حکم زائل نہ ہوگا کیونکہ وہ ایک دین سے دوسرے دین کی طرف منتقل نہیں ہوا۔ اس نے تو ایسا جرم کیا ہے جس کی سزا حداً قتل ہے۔ اس کی سزا میں کوئی معافی نہیں کی جاسکتی

مذکورہ بالا دلائل اور بحث کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ ساب الرسول کی سزا قتل ہے جو حداً ہے اور اس میں تخفیف نہیں ہوسکتی۔ دوسری بات یہ کہ علماء کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ زندیق کی سزا بھی قتل ہے اور توبہ سے ساب الرسول کی طرح زندیق کی سزا بھی زائل نہیں ہوتی۔ لیکن ساب الرسول کی سزا زائل نہ ہونے اور حداً اس کی سزا قتل ہونے کے دلائل زیادہ قوی ہیں اور چند شاذ آراء کے علاوہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علاوہ سلف سے خلف تک تمام علماء اسی کے قائل رہے ہیں کہ ساب الرسول کی سزا ثبوت جرم کے صحیح طور پر ثابت ہونے کے بعد حداً قتل ہے اور خود تائب ہو کر آنے سے بھی اس کی سزا میں کوئی فرق نہ پڑے گا۔ مکی دور میں ساب الرسول کو اللہ تعالیٰ خود قتل کی سزا دیتا رہا اور مدینہ میں آکر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے آدمی بھیج کر ہجو کرنے والوں کو قتل کرایا۔ اور قرآن سے ساب الرسول کے قتل کی سزا ثابت ہے۔

جہاں تک پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون کا تعلق ہے تو اس میں بڑی خامی یہ ہے کہ اس سے لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شاید ساب الرسول کی ایک شرعی سزا عمر قید بھی ہے۔ البتہ اس کا ایک پہلو تسلی بخش بھی ہے۔ وہ یہ کہ پارلیمنٹ نے اجتہاد کو عدالت کی طرف منتقل کر دیا ہے اور قاضی کو موت کی سزا کا حق دے دیا ہے۔

© rasailojaraid.com